مفتی دیار عرب کا اسلامی پیغام ساری دنیا کے مسلمانوں کے نام

ترجمہ:- خالد کمال مبارکپوری

ریاض یونیورسٹی سے آنے والے ایک ہندوستانی طالب علم کے ردی کے ٹوکرے میں پڑے ہوئے اس کتابی پیغام پر نظر پڑی تو خیال ہوا کہ اردو داں حضرات کو بھی اس سے آگاہ کر دیا جائے کیونکہ آج کے دور میں خصوصاً اسلامی باتیں جہاں تک ہو سکیں مسلمانو تک پہنچانی ضروری ہیں چہ جائیکہ مفتی عرب کا اسلامی پیغام اور اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کی جائے۔

بڑے سائز کے دس صفحوں پر پھیلا ہوا یہ عربی پیغام ۸۰ھ میں مطبع ریاض سے شائع ہوا تھا اس مضمون میں دور حاضر کے مخرب اخلاق پہلوؤں پر روشنی ڈالکر ان کی شرعی حیثیت کو اُجاگر کیا گیا ہے اور دین و مذہب سے بیگانہ کرنیوالی ملحدانہ روش پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے ضرورت ہے کہ اس سیدھے سادے مگر قرآن و حدیث سے مبرہن پیغام کو ہر خاص و عام غور سے پڑھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو دین کے معاملہ میں بصیرت اور احکام شرع میں تفقہ عطا فرمائے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ تم اپنے رب کی نعمتوں کا شکریہ کسی شکل میں تذکرہ کرو، اس کے عذاب و نواہی سے بچو اور اپنے فرائض کو پہچانو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ ذاریات - ۵۵)

اور آپ ذکر کرتے رہیئے کیونکہ ذکر ایمان والوں کو نفع دے گا۔

اسی کے قریب اس حدیث کا بھی مفہوم ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الدین النصیحۃ قالھا ثلاثا قلنا لمن یا رسول اللہ　　دین نصیحت ہے آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا صحابہ فرماتے

قال للّٰہ ولکتابہ و لرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم۔

ہیں کہ ہم نے پوچھا کس کے لئے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے ائمہ کے لئے، اور عام مسلمانوں کے لئے۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے دین کو نصیحت کے اندر محصور کر دیا ہے کیونکہ نصیحت دین کے اصول و فروع اور اس کے قواعد و ضوابط تمام کو شامل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لئے نصیحت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جائے اس کی محبت پیدا کی جائے، اس کے غضب سے ڈرا جائے اور اس کے سامنے خضوع و تعظیم کی جائے اور اس کے اوامر و نواہی کی حیثیت کو سمجھا جائے اور ان تمام صفات سے اسے بری سمجھا جائے جو اس کی شان عظمت و جلالت کے منافی ہیں مثلاً شرک و الحاد، تکذیب اور تعطیل سے توبہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے نصیحت کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ظاہراً و باطناً دھوکہ کینہ، شک و شبہ اور تکذیب سے خلوص نیتی کے ساتھ برأت کی جائے، اسی طرح ان تمام چیزوں سے دور بھاگا جائے جو صفت کمال کے منافی ہیں، ایسے ہی کتاب اللہ کے لئے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ محکم آیات پر عمل کیا جائے اور متشابہات پر ایمان لایا جائے اس کے حلال کردہ کو حلال سمجھا جائے اور اس کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام سمجھا جائے اور اس کی امثال و ضرائب سے عبرت حاصل کی جائے اور مختلف فیہ مسائل میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔

رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اس کی تصدیق کی جائے اور اس کی محبت و توقیر کی جائے، آپ کے بتلائے ہوئے احکام کی اطاعت کی جائے اور معارض و مخالف میں آپ کے اقوال و احکام کو مقدم کیا جائے،

ائمہ مسلمین کے لئے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اچھے کاموں میں ان کا ساتھ دیا جائے اور احکام الٰہی کے قیام میں ان کی مدد کی جائے۔

عام مسلمانوں کے لئے نصیحت سے مراد یہ ہے کہ اُن کو تعلیم دی جائے اور اُن کو ایسی باتیں بتلائی جائیں جس میں اُن کی بھلائی پوشیدہ ہو اور اُن کو ایسی چیزوں سے سختی سے روکا جائے جن میں اُن کی تباہی و بربادی ہو دین و دنیا دونوں کیلئے مضرات ہوں مثلاً اللہ تعالیٰ اور رسول کی نافرمانی سے انھیں سختی سے روکا جائے اور اختلاف و تفریق جیسے جاہلی شعار سے منع کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت جو اس نے بندوں کو عطا فرمائی ہے وہ دولت اسلام ہے دنیا کی کوئی قوم اس جیسی نعمت عظمیٰ سے مالامال نہیں کی گئی اپنے برگزیدہ بندے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے دنیا کو جو پیغام اس نے پہنچایا ہے وہ بڑا ہی عظیم ہے میں تم کو اور خود کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جو حقیقت کے اعتبار سے اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ دین و مذہب کے لئے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر تقویٰ کی وصیت کی ہے۔ ارشاد باری ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ (سورۂ نساء ۱)

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدائے تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو۔

آگے چل کر ارشاد باری ہوتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (سورۂ احزاب ۷۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو اللہ تعالےٰ اس کے صلہ میں تمہارے اعمال کو قبول کریگا اور تمہارے گناہ معاف کردیگا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (سورۂ حشر ۱۷)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل قیامت کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔

ان آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو تقویٰ کی روح اور اس کی حقیقت کو واضح کرکے متقیوں کی جزا اور اس کے صلہ کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً حق و باطل کے درمیان تفریق کا مادہ پیدا ہونا، گناہوں کا معاف ہونا، مغفرت کا اہل قرار پانا جیسا کہ ذیل کی آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (سورۂ انفال ۲۹)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کریگا اور تم کو بخشدے گا اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

جہنم سے نجات کا ذریعہ تقویٰ اور صرف تقویٰ ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا۔

(سورۂ مریم ۷۲)

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گذر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے پورا ہوکر رہیگا پھر ہم اُن لوگوں کو نجات دیدیں گے جو خدا سے ڈر کر ایمان لاتے تھے اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے

اللہ تعالےٰ نے موجود اور گذرے ہوئے تمام انسانوں کے لئے تقویٰ ہی کی وصیت فرمائی ہے جیسا کہ اس آیت میں بالتصریح موجود ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ (سورہ نساء ۱۳۱)

اور واقعی ہم نے اُن لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جن کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تم کو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت بھی یہی ہے چنانچہ جب صحابہ کرام نے آپ سے وصیت کرنے کی گذارش کی تو آپنے فرمایا۔

اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة

میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں۔

اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے وقت اور حضرت ابوذر کو طلب وصیت کے موقعہ پر ارشاد فرمایا

اتق اللہ حیث ما کنت — تم جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو

تقویٰ اور خوف خدا سے متعلق ایک دوسری آیت ہے جس میں مفسرین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق احادیث و آثار کی روشنی میں تقویٰ کی تشریح و توضیح کی ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔

(سورۃ آل عمران ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

تقوی اللہ حق تقاتہ ان یطاع فلا یعصی ویذکر فلا ینسی و یشکر فلا یکفر

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے حق کی حد تک ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے اور اسے یاد کیا جائے، اسے بھولا نہ جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔

ایک اور مفسر طلق بن حبیب اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان تعمل بطاعۃ اللہ علی نور من اللہ ترجوا ثواب اللہ وان تترک معصیۃ اللہ علی نور من اللہ تخشی عقاب اللہ۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے عمل پیرا ہوا جائے اس نور کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یکدم ترک کر دی جائے اس نور کے پیش نظر جو اس نے عنایت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا جائے۔

سلف صالحین نے تقویٰ کی اور بھی بہت سی تفسیریں کی ہیں جو انھیں معانی کے قریب قریب ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بندے اور غضب و عقاب خداوندی کے درمیان اطاعت و فرمانبرداری اور ترک معاصی کے ذریعہ ایک حد فصل قائم کرنے کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا سب سے اہم عنصر اور جزو لاینفک جس کے بغیر تقویٰ کی روح ختم ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو عبادت و معبودیت میں واحد سمجھنا اور رسول کی اطاعت کو اپنے اوپر ضروری قرار دینا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی شئی مخلوق کو معبود اور قابل

پرستش نہ گردانے اور دین و مذہب کے معاملہ میں رسول کے علاوہ دوسرے کی اطاعت نہ کرے اور کوئی بھی حکم شریعت نبوی کے خلاف صادر نہ کرے اور اختلاف و تنازع کی شکل میں قول رسول کی جانب متوجہ ہو یہی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ کی حقیقی تفسیر اور اس کی روح ہے اللہ تعالیٰ کو جملہ انواع عبادات میں منفرد تصور کرنا، فرط محبت اور نہایت ذلت و عاجزی کے ساتھ اس کی عبادت کرنا خشیت و مخافت الٰہی توکل و رجار، رہبۃ و رغبت اور انابت کا مظاہرہ کرنا، اس کے علاوہ تمام مخلوق مثلاً ملائکہ، انبیار، صالحین وغیرہ کو اس کے سامنے بے بس و مجبور تصور کرنا عبادت کا حقیقی مفہوم ہے۔

اسی طرح رسول کو منفرد فی المتابعۃ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اختلاف تنازع کی حالت میں ان کے اقوال و افعال کی جانب رجوع کیا جائے لہٰذا اگر کوئی شخص انبیار، اولیار یا صالحین میں سے کسی کو متصرف سمجھکر پکارے تو اس نے اگرچہ زبان سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ادا کیا ہو لیکن حقیقی معنے میں اس نے رسول کی اطاعت اور کلمہ کی شہادت نہیں دی اگر کسی نے رسول کی اطاعت نہیں کی یا رسول کے خلاف کیا عالم قرآن و حدیث ہو کر یا دنیاوی قانون کے مطابق کوئی فیصلہ کیا تو اس نے بھی گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی شہادت نہیں دی بلکہ وہ شہادت رسالت نہ دینے کے جرم میں کافر و تارک تک ہو سکتا ہے کیونکہ شہادت واجب ہے انہیں دو بنیادوں پر۔ بقیہ فرائض و واجبات کی بنیاد قرآن و حدیث میں رکھی گئی ہے۔

تقویٰ کا سب سے اہم عنصر نماز و جہاد ہے۔ جہاد اپنے وسعت موضوع کے اعتبار سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تک کو شامل ہے اور اس کے بغیر دنیا میں کوئی قوم حقیقی زندگی نہیں گزار سکتی۔ امر بالمعروف ان تمام باتوں کے مجموعہ کا نام ہے جو توحید سے لیکر معمولی درجہ کے اخلاقی مضامین پر مشتمل ہو۔ اسی طرح نہی عن المنکر شرک سے لیکر بدعت و معاصی اور گناہ صغیرہ تک کے لئے ہوا کرتا ہے۔

شریعت اسلام میں شراب خواری کو سب سے بڑا جرم قرار دیا گیا ہے اور میسر و قمار کو منکرات میں شمار کیا گیا ہے چاہے وہ شطرنج، لوڈو، کیرم وغیرہ ہوں یا سٹہ وغیرہ جیسے مہذب جوئے سبھی اس کے اندر داخل ہیں خواہ یہ شرط کے ساتھ کھیلے جارہے ہوں یا بلا شرط کے۔ قرآن کہتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (سورۂ مائدہ ۹۰)

اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں بغض اور عداوت واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے۔ سو اب بھی باز آؤ گے۔

اور شراب خوری، میسر، و قمار کے حرام ہونے کے متعلق بہت سی احادیث و آثار موجود ہیں۔ معاصی میں سے سب سے بڑی معصیت لہو و لعب سے دلچسپی اور ان کا استعمال ہے مثلاً سینما اسکوپ، تھیٹر، ناٹک وغیرہ اور خصوصیت سے وہ

فلمیں جو عریاں مناظر اور حرام قسم کے گانے سے بھری ہوں بڑے گناہ میں سے ہیں کیونکہ یہ ذکرِ خدا سے روکتی ہیں، نماز سے غافل کرتی ہیں فسق و فجور اور فواحش کو عام کرتی ہیں جیسا کہ اربابِ بصیرت اس سے خوب واقف ہیں۔

منکرات میں سب سے اہم منکر نوجوانوں اور جاہلوں کا فحش، گندے اور عریاں لٹریچر کا مطالعہ کرنا اور الحاد و دین و مذہب سے تنفر کرنیوالی کتابوں سے دلچسپی رکھنا ہے ایسی حالت میں اگر اس پر سلبِ ایمان کا حکم نہیں لگا سکتے تو خیر لیکن اسے شیطان کا اسیر تو ضرور ہی کہہ سکتے ہیں اسی طرح کفار کے ساتھ مشابہت بھی منکرات ہی کے قبیل سے ہے چاہے وہ امور دنیاوی ہوں ہو یا دینی معاملات میں - ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من تشبہ بقومٍ فھو منہم — جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی قوم کا ایک فرد ہے،

اس حدیث کے اندر لباس، وضع قطع اور داڑھی منڈوانے کی مشابہت بھی داخل ہے - بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خالفوا المشرکین واحفوا الشوارب واعفوا اللحی — مشرکوں کی مخالفت کرو اور مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

جانداروں کی تصویر بنانا، انہیں استعمال کرنا بھی منکرات ہی سے تعلق رکھتا ہے چاہے وہ نصاویر مجسمہ کی شکل میں ہوں یا کیمرہ سے لی گئی ہوں - امام نووی نے شرح مسلم میں تصویر کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے، درجہ حرمت تک پہونچنے والی مصوری پیشواؤں یا لیڈروں کی تصویر ان کی تعظیم و تکریم کیلئے بنانا ہے یہ شرک تک پہونچنے کے ان دو عظیم ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ ہے جنہیں فتنہ قبور اور فتنہ تماثیل جیسے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے - اس سلسلہ میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول موجود ہے -

اولٰئک اذا مات فیھم الرجل الصالح او العبد الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور اولٰئک شرار الخلق عند اللہ — یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ان میں کوئی صالح مرد مرتا ہے یا کوئی نیک بندہ وفات پاتا ہے تو اس کی قبر پر ایک مسجد بنا دیتے ہیں جس میں اس کی تصویر بناتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں -

دورِ حاضر میں منکراتِ خبیثہ کی اقسام میں سے ریڈیو اسٹیشنوں سے گانے براڈ کاسٹ کرنا اور سب پروگراموں سے زیادہ اس کی اہمیت دینا ہے کیونکہ اس کے مضر اثرات سماج میں پھیل کر پوری قوم کو مفلوج کر دیتے ہیں آج بہت سے گھروں سے صبح و شام تکبیر و تحلیل اور ذکر و اوراد کے بجائے "ام کلثوم" اور دیگر ایکٹرس کے فلمی گانوں کی آوازیں آتی ہیں - یہ تجدد پسندی اور نغمہ نوازی ہمارے لئے بہت گراں پڑے گی۔

منکرات کی انتہا اور گناہ کبیرہ کی آخری منزل ترکِ صلوٰۃ ہے کیونکہ نماز توحید کا ایک بین ثبوت ہے - آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اول ما تفقدون من دینکم الامانۃ واٰخر ما تفقدون من دینکم الصلوٰۃ — دین میں سے پہلی چیز جو تم گنواؤ گے وہ امانت ہے اور دین کی آخری چیز جو تم گم کروگے وہ نماز ہے

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال کیا جائے گا اس مضمون کو ایک حدیث میں یوں ادا کیا گیا ہے -

اول ما یحاسب عند العبد من عمله الصلوٰۃ	بندے سے سب سے پہلے اس کے تمام اعمال میں سے نماز کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز کا ترک کرنا انسان کو مباح الدم بنا دیتا ہے چنانچہ تارک صلوٰۃ کو پہلے نماز کی دعوت دی جائے گی اور اس سے تین مرتبہ اس جرم عظیم کے بدلے توبہ کرائی جائے گی اگر اس نے دوبارہ توبہ کرکے نماز پڑھنی شروع کردی تو خیر ورنہ ایک جماعت اس کے قتل کا فیصلہ تک کردیتی ہے اور اکثر حضرات اسے مرتد قرار دیدیتے ہیں بلکہ اسحٰق بن راہویہ نے تو امت کا اجماع نقل کیا ہے کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل میں وہ مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ اور چند احادیث نقل کرتے ہیں مثلاً

بین العبد وبین الکفر او الشرک ترک الصلوٰۃ	بندے کے درمیان اور کفر یا شرک کے درمیان حد فاصل نماز کا چھوڑنا ہے
العهد الذی بیننا وبینهم الصلوٰۃ فمن ترکها فقد کفر	ہمارے اور کافروں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو چھوڑا اس نے گویا کفر کیا۔

عبداللہ بن شقیق کا بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم .... ترک صلوٰۃ کے علاوہ کسی اور کام کے نہ کرنے کو کفر نہیں تصور کرتے تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ - (سورہ مریم ۵۹)	پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کی

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

هم الذین یؤخرونها عن وقتها ولو ترکوها لکانوا کفار	یہ وہی لوگ ہیں جو نماز کو وقت سے مؤخر کرکے پڑھتے ہیں اور اگر وہ نماز کو چھوڑ دیں تو کافر ہو جائیں۔

منکرات ہی کی ایک قسم وہ غلط خیالات واوہام اور تصورات ہیں جو ذہن میں گھومتے رہتے ہیں مذکورہ بالا منکرات میں سب سے اہم منکر یہ ہے کہ قدرت وطاقت کے باوجود منکر اور شرع کے خلاف چیز کو نہ بدلے اور بے توجہی کا مظاہرہ کرے اس سلسلہ میں قرآن وحدیث میں تہدید و وعید وارد ہوئی ارشاد باری ہے

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ - (سورۂ مائدہ ۷۹)	بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے تھے جو بُرا کام انھوں نے کر رکھا تھا اس سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے ۔ واقعی ان کا فعل بے شک بُرا تھا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق ترمذی کی ایک روایت ہے۔

عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال	حذیفہ رض سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے

والذی نفسی بیدہ لتامرن بالمعروف و لتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہ ثم لتدعونہ فلا یستجاب لکم

اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مظاہرہ کروگے ورنہ پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے کوئی عذاب بھیجے پھر تم اللہ تعالیٰ کو بلانے لگوگے اور وہ اس وقت تمہاری دعوت قبول نہیں کریگا۔

اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ

عن ابی بکرؓ الصدیق قال یا ایھا الناس انکم تقرؤن ھٰذہ الآیۃ (یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم) فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا راؤا منکرا فلم یغیروا اوشک ان یعمھم اللہ بعقابہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا اے لوگو! تم اس آیت کو تو پڑھتے ہو (یا ایہا الذین الخ) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب کسی امر منکر کو دیکھیں اور اسے بدل نہ دیں تو قریب سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب عام کردے۔

ترمذی اور ابوداؤد اس سلسلہ میں ابن مسعودؓ سے بھی ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نھتھم علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم وآکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ولعنھم علی لسان داؤد وعیسیٰ بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔

قال فجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان متکئاً فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطرا وفی روایۃ ابی داؤد قال کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر ولتاخذن علی ید الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم یلعنکم کما لعنھم

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں الجھ کر رہ گئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا لیکن وہ رکنے کے بجائے ان کے کھانے پینے کی مجلسوں میں شریک ہونے لگے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض کے قلوب کو بعض کے قلوب پر دے مارا اور حضرت داؤدؑ و حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی زبان سے ان پر لعنت فرمائی یہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا ثمرہ تھا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اس سے ہٹ کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں ہرگز نہیں ایسا ہوسکتا یہاں تک کہ ان کی لگام موڑدو

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مظاہرہ کروگے اور تم ظالموں کو ان کی دست درازی سے روکوگے اور تم ان کو حق کی طرف واپس لاؤگے اور اگر تم ایسا نہیں کروگے تو پھر اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دل کو بعض کے دل کے ساتھ دے ماریگا پھر تم کو بھی اسی طرح ملعون قرار دیدیگا جیسے بنی اسرائیل کو ملعون قرار دیدیا۔

ان آیات واحادیث کو سامنے رکھتے ہوئے بہت تعجب خیز اور قابل افسوس بات ہوگی اگر علماء دین اور حامیان اسلام سے

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی عظیم نعمت چھن جائے حالانکہ یہ صرف ان کی بے توجہی اور لاپرواہی کا ثمرہ ہوگا ورنہ وہ آج بھی اس کے بقا ودوام اور تبلیغ کی طاقت رکھتے ہیں۔

اگر آج مسلمان متفق ہو کر اپنے فرائض کو پہچانتے ہوئے توحید، سنت محمدیہ پر عمل، محارم واولاد، عزو شرف کی حفاظت، اعتصام بحبل اللہ، اقامۃ حق، منکرات کی بنیاد کندی اور جاہل و بیوقوف کے ہاتھوں سے اقتدار لینے کے لئے تیار ہو جائیں تو تھوڑی سی جدوجہد کے بعد کامیاب ہو سکتے ہیں۔

علماء دین پر ہر زمانہ میں عموماً اور اس دور میں خصوصاً بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ آج کے علماء کی اہم ذمہ داریوں میں سے اسلامی قوانین پر حجت و دلیل قائم کرنا، ان کی وضاحت کرنا، سختی سے سنت نبوی پر عمل کرنا کرانا، عوام کے لئے نصائح و موعظت کرنا جاہل کو علم دین سکھانا، علوم شرعیہ کی ترویج و اشاعت جس میں علوم عقائد، علوم توحید، علوم عبادت، علوم ایمان، علوم حلال، علوم حرام وغیرہ جیسے اہم دینی علوم شامل ہیں جو دراصل اسلامی علوم ہیں۔ ان کے علاوہ جو علوم ہیں وہ اسلامی علوم کے معاون و مددگار اور تابع ہیں اور ان کا سیکھنا سکھانا بھی مفید ہی ہوگا۔ ظاہر ہے کہ علم خواہ کوئی ہو جہل سے بہتر ہے۔

اسی طرح حکام و اعمال پر ضروری ہے کہ نہایت عزم و استقلال کے ساتھ اس میدان میں نکلیں اور ضرب و تہدید سے جائز حد تک کام لیتے ہوئے اسلامی قوانین نافذ کریں اور جاہل و نااہل کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر ان کے اہل کے سپرد کرتے ہوئے اسلامی زندگی کو کامیاب بنائیں اور فرداً فرداً علماء کو اقامۃ حق پر آمادہ کریں اور ان کے کاموں میں وقت پڑنے پر مدد کریں اور ان کے دوش بدوش چل کر اپنی اسلام نوازی کا ثبوت دیں۔

منکرات کو ختم کرنے کی سبیل نہایت آسان ہے اور جو شخص اس کے لئے آمادہ ہو اس کیلئے کامیابی یقینی ہے کیونکہ ہمارا موقف و مقصد صادق ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورۂ توبہ - ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔